

بسم الله الرحمن الرحيم

بحمد الله علی ما ارسل رسولہ بالہدی ہونصلی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لا تقیۃ  
 ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یدہدی اللہ  
 فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ بفتح دال کے خاکسار علی  
 حیا علی کتاب ہے کہ سلسلہ مولد اور قیام میں جناب فیض آب مولانا ذوالفضل  
 والجاہ حضرت شاہ محمد سلاست اللہ علیہ السلام وابقاہ کے کتاب  
 فی اثبات المولد والقیام بکمال تحقیقات تصنیف فرمایا ہے کہ  
 ہونا غیر ممکن اب اس مقدمہ میں قلم وٹھکانا اپنے تئیں انگشت نہایا  
 بسبب ہونے اس کتاب کے زبان فارسی میں خواہم وراک اور  
 قاصرونا جز میں علاوہ اسکے اندرون ایک سال اور زبان میں شجانب بنکین

مرد و قیام اس گنہگار کی نظر سے گذر جس کے دیکھنے سے اکثر بیعالم آدمی بقول شخصہ  
 "خوش است بختا و مال بس مست راہ راست" سے منحرف ہوئے اور اس سال کو معاذ اللہ  
 ہزارہ کا دوسرا سال بن گئے۔ لیکن مقتضایہ وقت مناسب مہاموم ہوا کہ یہ بیان واجب الیقین  
 اور حتمی ہو کر پیش کیا جائے تاکہ ہر شخص اس عمل خیر کی حقیقت پر مطلع ہو کر عقائد  
 نامساعدہ میں سے محقق نظر ہو اور اپنے دل کو اس کے مضامین میں سرگین سے محفوظ  
 کرے۔ مناسب حال طریقہ حسنہ اس کتاب کا نام مقرر کیا گیا اور تعالیٰ  
 اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول کرے اور سب کو توفیق عمل خیر کی دے  
 محض یہ ہے کہ جس امر و نبی میں اختلاف نزاع ہو اس کو طرف کتاب و سنت کے  
 رجوع کرنا چاہیے اس لئے فرماتا ہے فان تنازعتم فی شئ فردوا الی

اللہ و الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الآخر ذلک خیر  
 و احسن تاجید اگر جھگڑا کرو تم کسی بات میں پس پھر و اس کو طرف اللہ  
 اور رسول کے اگر ہو تم کہ ایمان لائے خدا پر اور دن قیامت پر یہی بات  
 بہتر ہے کہ تم کو اب در یافت کرنا چاہیے کہ  
 ان میں سے کون سی مسلمان کے بلانے سے کسی مکان میں جمع ہو کر فضائل و  
 مناقب کی روایات و ولادت اور نہ خیر خواہی اور حلیہ شریف و دیگر معجزات بروایت  
 غیر مستند اور جب یہ ذکر اخیر کو اپونچے چند آیات قرآنی پڑھا کر فاتحہ پر تمام  
 رکعات پڑھ کر جو کچھ قسم کھانے میں شریعتی کے میسر ہو حاضرین محفل پر تقسیم کرنا از رو

کتاب و سنت کے ہرگز ممنوع نہیں ہے چہ جائیکہ یہ ذکر تاریخ و مہینے و اوقات  
 شریف میں اس ہیئت مجموعی کے ساتھ ہو کیونکہ ممنوع ہو سکتا ہے اور ممکن ہے  
 جناب سرور کائنات اور صحابہ و تابعین کا اس فعل کو اس ہیئت  
 چونکہ یہ بولی دلیل عدم جواز کی نہیں ہو سکتی اگر نہ کہ ان حضرات  
 دلیل ہو تو بنیاد اجماع و قیاس کی بالکل لغو ہو جائیگی حالانکہ اصول دین کے  
 چارہ میں کتاب و سنت و اجماع و قیاس اور جو حکم قرآن اور حدیث میں مصرح  
 نہیں ہے اوسکے واسطے طرف اجماع قیاس کے بالضرور احتیاج پڑتی ہو پس  
 صرف نہونا امر دینی کا تینوں زمانوں میں دلیل غیر مشروع ہونے اوس  
 امر کی نہیں ہے تا وقتیکہ نص صریح اوسکے منع پر وارد نہ ہو اور تعین نہ ہو  
 اگرچہ اس ہیئت کے ساتھ بعینہ تینوں زمانوں میں نہ تھی لیکن اوسکی اصل نہانہ  
 صلعم میں روزہ عاشورہ و روزہ دوشنبہ و اعادہ عقیقہ بجا رہا ہے چنانچہ  
 بیان اوسکا آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذا کر و فی اذکری  
 واشکرو لی ولا تکفرون پس یاد کرو و مجکوب یاد کرو  
 شکر میری نعمتوں کا ادا کرو اور ناشکری میری مت کرو اللہ جل  
 بہت نعمتیں ظاہری اور باطنی عطا کیں ہیں ان سب نعمتوں میں پیادہ ہوا  
 رسالت پناہی کا بڑی نعمت ہے فتح الغرہیز میں ہے کہ شکر ہر نعمت کا وسیلہ  
 ملنے نعمت کے بندہ پر واجب ہے اور اللہ شکر ثنائے ربانی و داد و بخشش

وروزہ و نماز و حج و قربانی سے ہو سکتا ہے فقط ایسے مسلمانوں کو ضرور ہے کہ شکر  
 اس نعمت عظمیٰ کا وقت مخصوص میں بقدر وسعت اپنے کے ادا کریں فقرا  
 و غریب انہما و صلیا کو صدقہ و رکھنا رکھانے اور ذکر خیر سے خوش کریں اور ادوی  
 و غیرہ کی قیمت پر انہما کو خاص طور پر ان کے واسطے علماء و راہبوں نے احادیث  
 میں سے ایسی احادیث بیان کی ہیں **اصل پہلی** ہونا حافظ ابو الفضل ابن حجر  
 عسکری نے منقول کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدّم المدينة فوجد  
 اليهود يصومون يوم عاشوراء فقالوا هو يوم اغرق الله فيه  
 فرعون وبنی موسی فصامه موسی شکراً فحضر نصوصه شکر الله تعالى  
 فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فحق واولی بموسى منكم وصامه النبي صلی اللہ علیہ وسلم  
 وامر بصيامه کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے پس پاپا یہود کو کہ روزہ رکھتے  
 ہیں عاشوراء کے دن پس پوچھا آپ نے یہود سے اونھوں نے کھا کہ یہ وہ  
 دن ہے کہ غرق کیا اللہ تعالیٰ نے اوسمیں فرعون کو اور نجات دی موسیٰ کو سو  
 انھوں نے کہا ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس دن میں واسطے شکر کے سو ہم روزہ رہتے ہیں اس  
 میں ہم نے اسے شکر نہ کیا کہ پھر کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم احق اور اولیٰ ہیں  
 انھوں نے کہا ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور روزہ رہتے ہیں اور حکم کیا اوس دن کے روزہ کے  
 واسطے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عادیہ شکر خدا کا اوپر اس نعمت  
 شتہ کے جو روز معین ہیں و اولیٰ ہر سال جائز ہے کیونکہ نجات پائی ہوئی

روز معین میں ہوئی اور اونکی امت واسطے ادائے شکر اور نعمت کے رونا  
رکھتی تھی اور آنحضرت صلعم نے بھی اس نعمت کا شکر اس ورغہ کے ساتھ ادا کر

**اصل دوسری** مولانا جلال الدین سیوطی نے ایسے رسالہ میں لکھا ہے

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقی عن نفسه

کہ نبی صلعم نے اپنا عقیقہ بعد نبوت کے کیا ہے باوجودیکہ آپ کے جد ہجر عجبہ علیہ السلام

ساتویں روز پیدائش سے آپکا عقیقہ کیا تھا اور عقیقہ کا اعادہ دوسری بار

نہیں ہوا پس آنحضرت نے جو یہ کام کیا ہے تو صرف واسطے اظہارِ رواج اسے

شکر اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین پیدا کیا اور واسطے

شوق دلانے امت اپنی کے جیسا آنحضرت نماز نوافل بذات خاص و عمومی

تشویق امت کے پڑھتے تھے اور وہ نماز امت پر مستحب ہوئی پس مستحب ہوا کہ

آپکی پیدائش کا ہم لوگ ادا کریں **اصل تیسری** مولانا یحییٰ افغانی شمس الدین

بن الجوزی اپنی کتاب عرف الشریف بالمولد الشریف اور مولانا حافظ ناصر الدین

دمشقی اپنی کتاب عودۃ الصادی فی مولد الانادی اور حضرت دینوری ہدایہ میں

ہیں کہ ابولہب نے جو بخوشی میلاد شریف ٹوپیہ کو اڑا دیا تھا اور جس کو

ابولہب پر ہر دو شبہ کے دن تخفیف عذاب کی ہوتی ہے ملاطفت میں

روایت کی عباس ابن عبد المطلب سے ہے کہ انھوں نے بعد وفات

ابولہب کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا اور اس نے کہا کہ جب سے مرا ہوا

مانول عذاب میں گرفتار ہوں اگر دو شنبہ کے دن بیکرت خوشی میلاد شریف کے  
 کہ توبہ کوین نے آزاد کیا تھا عذاب میں تخفیف ہوتی ہے ہر گاہ ابولسب ایسا کافر جسکی  
 موت میں سورۃ ثبت پڑانا نزل ہے خاص دو شنبہ کے دن جو روز ولادت  
 کے ہیں **بکرم** ولادت باسعادت عذاب میں تخفیف پاتا ہے تو صاف عیان  
 ہے کہ جو جہان صیاد کی کسی وقت خاص میں شکر یہ شادی میلاد شریف کا  
 پا کرنے میں بیشک مستحق ثواب کے ہونگے **اصل چوتھی شکوہ میں**  
 تادہ سے مروی ہے قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم  
 الاثنین فقال فیہ ولدت کما قتادہ نے پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 روزہ **دو شنبہ** سے پس فرمایا آپ نے کہ دو شنبہ کے دن پیرا ہوا ہونمیں  
 اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جناب ختمی آب نے خود بذات خاص شکر  
 پیر ولادت کا روزہ دو شنبہ کے ساتھ ادا کیا ہے اور حضرت بلال کو بھی  
 روزہ دو شنبہ کے واسطے تاکید فرمایا ہے چنانچہ مولانا مرزا حسن علی محدث  
 لکھنوی اپنے جناب میں جو درباب محفل میلاد ہے تحریر فرماتے ہیں کہ فرمایا  
**تخصیص شنبہ** اللہ کو مست چھوڑو روزہ دو شنبہ کو کسوٹے کہ میں پیرا ہوا دو شنبہ  
 روزہ اور جو حدیث اصل ہے اسے جانتے ہوئے تعین میں روزہ مولد کے  
**صلی اللہ علیہ وسلم** شکوہ میں ہے عن عائشة قالت کان رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یضع لِحسان منبراً فی المسجد یقوم علیہ



قائماً یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وینافح ویقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم ان اللہ یقید حسنات بروح القدس ما نافع ابو فاخر عن  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روافد البخاری عائشہؓ سے روایت  
 ہے کہ عائشہؓ نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 میں کھڑا ہوتا حسن بنبر پر سپردا فخر بیان کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 طعنوں کو دفع کرتا اور فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 کی روح القدس کے ساتھ جب دفع مطاعن کرتا ہے وہاں فخر بیان کرتا ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت مولانا فخر بنبر سے روایت کیا  
 صاحب اشباع الکلام میں ارقام فرماتے ہیں خلاصہ اسکا یہ ہے کہ سب سے پہلے  
 ہو کر ذکر کرنا حسن کا فضائل و مفاخرات حضرت کے اس تعظیم کے ساتھ  
 اور سننا آنحضرت اور صحابہ کا یہ بھی اصل ہے وہ اسطریقہ پر اور فخر بنبر  
 مقرر ہوئے محفل میلاد شریف کے کہ اس میں بھی ذکر مفاخر و فضائل آنحضرت کا  
 ہوتا ہے **اصل چھٹی** صحیح بخاری میں ہے عن ابی وائل قال کان  
 عبد اللہ یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یلک عبد اللہ  
 لود دت انک ذاکرنا کل یوم قال املا انہ یمنعتی من ذاکرنا  
 اکرة ان التکر وانی اتخو لکم بالموعظة کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم یخولنا بها مخافة السامرة علینا ابی وائل سے مروی ہے

کہ ابن مسعود نصیحت کرتے تھے آدمیوں کو مجتنبہ کے دن پس کہا اور انکو ایک روئے  
 ہی ابو عبد الرحمن ہر نیشہ دوست رکھتا ہو نہیں کاش نصیحت کرتا تو ہمارے  
 شہین ہر روز کہا ابن مسعود نے آگاہ رہ تحقیق شان یہ ہے کہ باز رکھتا ہے مجھ کو  
 کہ جس نے روز سے کہ کچھ وہ جانتا ہو نہیں مابول کرنا تمہارے تئیں اور تحقیق میں  
 ویت مقرر کرنا ہوں تمہارے واسطے نصیحت کرنے کے ساتھ جیسا کہ نبی صلوٰۃ  
 بھر کرتے تھے ہمارے لیے نصیحت کرنے کے ساتھ خوف طلال ہمارے کے مولانا محمد علی  
 صاحب نے اشباع الکلام میں لکھا ہے کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ تعین  
 تخصیص روز کی واسطے عمل خیر کے اگرچہ وہ روز آنحضرت سے ماثور نہ ہو  
 مگر اگر محسن ہے اور بھی اس روایت سے استخراج اصل کا واسطے تعین مجلس  
 مولد شریف کے ثابت ہوا **اصل ساتویں** مولانا شیخ ابوالخطاب  
 طبرانی اگرچہ بحوالہ تنویر میں لکھتے ہیں عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ ان یحدث  
 ذات یوم فی بیتہ وقائع مولانا صلی اللہ علیہ وسلم لقوم فیستبشرون  
 ویحمدون اللہ ویصلون علیہ صلوات اللہ علیہ فافلجاء النبی صلعم قال حلت  
 بکم شفا عقی ابن عباس سے مروی ہے کہ تحقیقی تھے ابن عباس بائین  
 کرتے ایک مجلس اپنے گھر میں وقائع والہات آنحضرت کی ہوا اس کے کسی گروہ کے  
 پس وہ گروہ خوش ہوتے تھے اور خدا کرتے تھے اللہ کی اور درود بھیجتے تھے  
 آنحضرت پر ناگاہ آئے بھی صلعم کہا کہ طلال ہوئی تمہارے واسطے شفا عقی



میری اصل شخصیت اسی رسالہ میں ابودرداء سے مروی ہے  
 اِنَّهُ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى بَيْتِ عَامِرٍ اَلْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ  
 يَعْلَمُ وَقَائِعَ وَلَا دَنَاءَةَ صَلَاحِ لَا بِنَائِهِ وَعَشِيَّتَهُ وَيَقُولُ هَذَا الْيَوْمَ قُتِلَ  
 الْيَوْمَ فَقَالَ اِنَّ اللَّهَ فَتَحَ لَكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالْمَغْنَمَةِ لَيْسَ لَكَ فِيهِ عَمَلٌ  
 لَكَ مِنْ فَعَلٍ فَعَلْتَ خَيْرًا نَجَاتِكَ تَحْقِيقُ ابودرداء کہتے ہیں صلعم کے ساتھ  
 طرف گھرا مہارنصاری کے اور تھے مہارنصاری سکھائے حالات و ولادت آنحضرت  
 کے اپنے بیٹوں اور یگانوں کو اور کہتے تھے ہذا الیوم ہذا الیوم پس کہا آنحضرت نے  
 تحقیق اللہ تعالیٰ نے کھولے واسطے تیرے دروازے رحمت کے اور فرشتے  
 استغفار کرتے ہیں تیرے لیے جو کرے گا کام تیرا نجات پاوے گا تیری سیجالت  
 آن دونوں روایت کو اگر بنظر انصاف دیکھو تو صاف ظاہر ہے کہ اصل محفل  
 مولد شریف کی زمانہ آنحضرت صلعم میں رہی ہے اور جس کام میں حصول شہادت  
 اور کھلنا دروازہ رحمت کا اور استغفار ملا لکھا اور نجات دارین تصور ہوا ہو سکا  
 مستحب و مباح ہونا کیا اگر اوستا کو واجب کہیں تو بجا ہے اور باوجود ان اصلوں کے  
 علماء ذیل خصوصاً علماء حرمین شریفین نے اس عمل خیر کو مستحب و مستحب جاننا  
 یعنی حافظ ابوالخیر سیاحی علامہ امام جزری حافظ ابوشامہ امام نووی علامہ ابن  
 طغرل شیخ ابن فضل یوسف حجاز علامہ ابن البطاح امام جمال الدین امام ظہیر الدین  
 امام ابوزرہ شیخ نصیر الدین امام حافظ ابو محمد شیخ عمروسلی ملک عالم اربل

امام علامہ صدر الدین شایح سنن ابن ماجہ مولانا زین الدین محمود نقشبندی علامہ  
 قسطلانی مولانا ابن جوزی ابو عبد اللہ ابن الحاج قسین ابو الخطاب علامہ برہان الدین  
 جلیلی شافعی مولانا محمد ابن یوسف شامی مولانا جلال الدین سیوطی ابن حجر عسقلانی  
 علامہ علی قاری شیعہ ابن حجر محدث و ہلوی مولانا شیخ عبد الرحیم مولانا شاہ ولی اللہ محدث  
 مولانا شاہ عبد الغفر و ہلوی مولانا مزاحسن علی محدث لکھنوی مولوی محمد مخصوص اللہ  
 مولوی محمد موسیٰ مولوی محمد شریف مولوی رحمۃ اللہ مولوی مفتی کرام الدین مولوی  
 شجاع الدین حاجی ہاشم مولوی عبد اللہ مولانا محمد رشید الدین خان مولوی محمد جان  
 مولوی محمد حیات مولوی قمر الدین و ہلوی مولوی محمد فضل حق خیر آبادی مولانا  
 برہان الدین دیوئی مولوی محمد معشوق علی جوہر پوری مولوی فخر الدین احمد قادری  
 نقشبندی اللہ بادی مولوی علی محمد مولوی نعیم اللہ مولوی حفیظ اللہ مولوی  
 محمد نبرہان الحق مولوی محمد عبد الوحید مولوی محمد عبد الحکیم مولوی ابوالحسن مولوی  
 محمد طاهر مولوی محمد نعیم مولوی لطف اللہ مولوی محمد سعد اللہ مولوی تراب علی  
 لکھنوی مولانا محمد سلیمان اللہ بدایونی نے اس عمل کو اپنی کتابوں اور فتاویٰ میں  
 مستحسن و مستحب لکھا ہے اور جس کام کو ایسے علمائے مستند خصوصا علماء حرمین  
 شریفین بقرہ جانین وہ بیشک بہتر ہے اور ثواب ایسی بھری کا جسمین کر جناب  
 ربنا لت مآب کا ہوا و آپ پر درود پڑھا جائے ظاہر ہے دلائل الخیرات میں بہت حاویث  
 فضائل درود شریف کے مرقوم ہیں از انجملہ یہ ہے دوی عن بعض الصحابة

رضوان اللہ علیہ اجمعین اناہ قال ما من مجلس یصلی فیہ علی محمد صلی  
 اللہ علیہ وسلم الا قامت منہ رایحۃ طیبۃ حتی تبلغ غسان السماء  
 فتقول الملائکۃ ہذا مجلس صلی فیہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 یعنی مروی ہے بعض صحابہ سے کہ انہیں کوئی مجلس کہہ دو وہ بھیجا چاہوے اور یہ  
 محضر صائم پر مگر اوشکتی ہے اس سے خوشبو یہاں تک کہ پہنچتی ہے ہر طرف  
 آسمان کے پس کہتے ہیں فرشتے کہ یہ وہ مجلس ہے جہنمیں در و در پڑھا گیا  
 اور محضر صائم کے اور لاریب اس محفل سولہ شریف میں جعفر زکریا و دیگر ہوتی  
 ہے اہل محفل خوب جانتے ہیں اور اس محفل میں جو تکلفات بقدر ضرورت کے  
 ہوتے ہیں وہ بھی جائز ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة میں لکھتے ہیں  
 چاہیے کہ پڑھی جاوے حدیث اوپر مکان عالی اور بلند کے چنانچہ مطبوعہ سے  
 مروی ہے کہ جب امام مالک کے پاس لوگ آتے تھے تو اندر سے بونفٹ پی سٹکنا  
 پوچھتی تھی کہ تم حدیث چاہتے ہو یا مسائل اگر وہ لوگ کہتے تھے کہ مسائل  
 مطلوب ہو تو امام مالک فی الفور باہر آتے اور ان کے مسائل کا جواب دیتے اور  
 جو لوگ کہتے کہ ہم حدیث چاہتے ہیں تو امام مالک غسل خانہ میں جا کر غسل کرتے اور  
 خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور سبز خواہ سیاہ چادر اوڑھتے اور عمامہ  
 منہ پر باندھتے اور تخت یا کرسی رکھی جاتی تب امام مالک باہر آتے اور ان  
 تخت پر خشوع اور خضوع کے ساتھ بیٹھتے اور جب تک حدیث پڑھتے

عید کہ قسم خوشبو ہے آگ میں جلائے اور امام مالک اسطور ہرگز نہ بیٹھتے مگر  
 جب رسول خدا صلعم کی باتیں کرتے اور یہ طریقہ امام مالک نے سعید بن المسیب  
 صحابی سے لیا ہے انتہی اس حکایت سے صاف ثابت ہو کہ خوشبو جلانا اور  
 بیٹھنے کی لگانا اور ٹینیس کپڑے پہنا اور جاے ممتاز میں بیٹھ کر پادوب حدیث  
 کو گو گو کرنا یا چاہے چٹا چٹا امام مالک کہ مقتداے دین تین ہیں ایسا ہی  
 کرتے تھے اب دریافت کرنا چاہیے کہ محفل میلاد شریف میں جو ذکر و تلاوت وغیرہ  
 کیا ہوتا ہے وہ ہر روایات احادیث صحیحہ ہوتا ہے اس میں بھی وہی تکلف  
 ملحوظ رکھنا چاہیے جیسا احادیث کے پڑھنے میں سلف سے مروی ہے  
 اور ظاہر ہے کہ تکلف و آرایش ہر ملک کا اپنے طور پر ہوتا ہے اور شرعاً  
 امور غیر منوعہ میں رواج ہر شہر کا معتبر ہے یعنی جس امر کے منع پر نص شرعی  
 وارد نہ ہو اس میں رواج ہر شہر کا معتبر ہے اگر کوئی کہے کہ صحابہ و تابعین  
 اور تبع تابعین نے کچھ کم ساتھ سو برس تک اس کام کو بہتر نہ کیا اس واسطے  
 نہ کیا تو جواب اویس کا یہ ہے کہ نہ کرنا ان حضرات کا کسی کام کو عدم جواز اس  
 کام کی دلیل نہیں ہوتی گو کہ ان لوگوں نے یہ محفل اس اہتمام ہیئت سے  
 نہیں کیا لیکن اس میں شک نہیں کہ جو حالات اس محفل میں بیان ہوتے ہیں یقیناً  
 ان لوگوں نے مسلمانوں کو جمع اور تنہائی میں سنایا اور تعلیم کیا کہ کہ آج تک  
 وہ حالات برابر چلے آتے ہیں اور نہ کرنا ان لوگوں کا اس اہتمام کو نہ لیا جاسکتا

نہ تھا بلکہ وہ وقت ابتداء اسلام تھا اکثر امور تجلہ و سوقت میں جاری نہیں ہوئے  
پھر بعد زمانہ دراز کے وہ امور اجرا ہوئے کہ اب تک مقبول علماء میں مشہور

اعراب کلام اللہ کہ خلفائے عباسیہ کے عہد میں اجرا ہوئے **سوال**

ہر گاہ اس محفل کی اصل زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی گئی تو اس پر  
اطلاق بدعت کا جیسا کہ بعض علمائے گمراہ نے کہا ہے گوکہ بدعت حسنہ ہو کیونکہ

ہو سکتا ہے **جواب** اطلاق بدعت کا ایسے کار خیر پر بانٹنا اطلاق

بدعت حسنہ کے ہے تراویح پر کہ جناب عمر فاروق نے نعمت البدعہ

التراویح اچھی بدعت ہے تراویح فرمایا ہے باوجودیکہ عمل تراویح قولاً وفعلاً جناب

رسالت آگاہ نے منقول اور ثابت ہے اور جناب خلیفہ ثانی نے ۲۰ سنہ

اطلاق بدعت کا فرمایا بعض متکبر بے ادب کہتے ہیں کہ یہ محفل مشابہ ہر رسم

ہندو سے کہ وہ لوگ محفل میلاد کرشن کی بتعین ماہ و تہہ سچ کرتے ہیں اور

حدیث میں آیا ہے من تشبہ بقوم فهو منهم جسے مشابہت کیا کسی قوم

کے ساتھ پس وہ شخص انہیں میں سے ہو گا پیغمبر کا بموجب رسم ہندو

کے کرنا اسلام سے خارج ہونا ہے جواب اور سکا یہ ہے کہ کل مشابہت فرقہ کفار

کے ساتھ منع نہیں در مختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ تشبہ کفار کے ساتھ کل

اشیا میں ملو وہ نہیں بلکہ برے کام میں مشابہت پیدا کرنا اور کسی کام

میں قیاد کفار کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا کفر و ہرے اور یہی تشبہ

میں تشبیہ بقوم سے مراد ہے ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا ہوا ان  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل ثعبرہ وکان  
 المشركون یفترقون رؤسہم وکان اهل الکتاب یسدلون  
 رؤسہم وکان یحب موافقة اهل الکتاب فیما لم یومر فیہ بشئ  
 ثم فرقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راسہ تحقیق تھے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سدل کرتے اپنے بالونہیں اور مشرک لوگ مانگ نکالتے  
 تھے اپنے سرو نہیں اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سدل کرتے تھے اپنے  
 سرو نہیں اور رسول اللہ دوست رکھتے موافقت اہل کتاب کی اس کام  
 میں کہ نہ تکلم کیے جاتے اور ہمیں کسی چیز کے ساتھ پھر مانگ نکالی آنحضرت نے  
 اپنے سر میں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت پہلے مانگ نہیں نکالتے تھے  
 بلکہ بطور اہل کتاب کے سدل یعنی آدھے بال سر کے پیچھے اور آدھے لگے  
 رکھتے تھے پھر آپ مانگ نکالتے لگے بطور مشرکوں کے پس اس کام میں  
 کفار و مشرکین کے ساتھ تشبیہ ہوتا ہے اگر جملہ امور میں تشبیہ فرقہ ضالہ کے  
 ساتھ ممنوع ہو تا تو آنحضرت سے یہ تشبیہ وقوع میں نہ آتا یہ تشبیہ اتفاقی ہے  
 کہ امور حسنہ میں ہو جاتا ہے اور تشبیہ اتفاقی شرعاً ممنوع نہیں اس صورت میں  
 ایسی محفل متبرک کو جنم کرشن سے تشبیہ دینا صغہ کاغذ کو مثل اپنے نامہ اعمال کے  
 سیاہ کرنا اور مثل مشہور بحیم ملاحظہ ایمان کے ساتھ انگشت نہ ہونا ہے



اگر کوئی کہے کہ دین اسلام آنحضرت کے روپر و پورا ہو چکا بدلیل آیکرمہ الیم  
 کملت لکھو یت کو آج کے دن پورا کیا ہے واسطے تمہارے دین تمہارا  
 کو اب نئی بات دین میں کالسانہ چاہیے تو جواب اوسکایوں دیا جاتا ہے  
 کہ مراد پورا کرنے دین سے یہ ہے کہ مدد دیا اور خطا بر کیا دین اسلام کو سب سے پہلے  
 اور دلیل بتا پاؤا حدیث پر اور توفیق دیا اصول شریعت اور قوانین انچہاد پر  
 یہ بات تفسیر بیضاوی میں ہے آپ ذرا غور کرو کہ بعد نزول اس آیت پر کہ  
 آنحضرت اور خلفائے راشدین نے بہت کام دینی مثلاً نماز تراویح حضرت عمرؓ  
 اور اذان جمہ حضرت عثمانؓ نے جاری فرمایا بعد از ان ائمہ مجتہدین نے بہت کام  
 دینی از روئے اجماع و قیاس کے اجر کیے مثلاً حرمت بیع اوس لوٹدی کی  
 جو اپنے مالک سے فرزند جنی ہو اجماع سے اور پیسو نہیں سود لینے کی حرمت  
 قیاس سے ثابت ہے اگر نئی بات نکالنا مستفوع ہوتا تو یہ کام چاہے کیلئے جائز نہ ہوتا  
 پس اس محفل شریف کو بھی قطع نظر ثبوت اصل سے اسی پر قیاس کر چاہیے  
 ہر گاہ ثبوت محفل میلاد شریف بروایات صحیحہ و اجماع علماء ہو چکا اب حال قیام  
 تعظیمی کا وقت ذکر ولادت باسعادت معرض بیان میں آتا ہے منکر کہتے ہیں کہ  
 آنحضرت نے مطلق قیام تعظیمی سے منع فرمایا ہو حالانکہ قیام تعظیمی قولاً و فعلاً  
 جناب رسالت آپ سے ثابت ہے چنانچہ محدث اس ماہیت سے بخوبی  
 واقف ہیں مگر چند احادیث جسے ثبوت اس دعویٰ کا عبارت صریح ظاہر ہے

اور وہ احادیث جن کے سمجھنے میں منکرین کو مغالطہ واقع ہوا ہے وہ اسے رفع و ہم  
 عوام مسلمانوں کے اس مقام میں مذکور ہوتی ہیں سنن ابوداؤد اور صحیح مسلم و صحیح  
 بخاری اور مشکوٰۃ میں ابوسعید خدری سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم قومیوا الی بیتہم یعنی جب نبی قرظہ پکڑ آئے تب آنحضرت  
 نے یہ عذاب معاذ کو بیچ مقرر کیا اور انکو واسطے بیچایت کے طلب کیا سعد  
 بن مسعود راز گوش پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب پہونچے تب آپ نے  
 انصار سے کہا کہ اوٹھو طرف اپنے سردار کے امام نووی اس حدیث کی شرح  
 میں لکھتے ہیں خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جمہور علما واسطے استیجاب قیام کے یہی حدیث  
 کو دلیل لائے ہیں اور قیام واسطے آنے والے کے اہل فضل سے مستحب ہے اور  
 اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور نہی صریح اس باب میں نہیں ثابت  
 ہوئی فقط شاہ عبدالغنی شرح سنن ابوداؤد میں لکھتے ہیں کہ مصنف اور بخاری  
 اور مسلم نے مشر و عجمیہ قیام پر اس حدیث کے ساتھ حجت پکڑا ہے اور مسلم نے کہا ہے  
 کہ نہیں جانتا میں بیچ قیام مرد کے واسطے مرد کے کوئی حدیث صحیح زیادہ اس سے فقط  
 شیخ عبدالحق محدث نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ بعضوں  
 دعویٰ کیا ہے کہ کھڑا ہونا آنیوالے کے واسطے سنت ہے اور اسی حدیث کے ساتھ دلیل  
 لائے ہیں اور کھڑا ہونا آنحضرت کا واسطے عمرہ بن ابی جہل کے جو از قیام پر دلیل ہے  
 اور عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ ما دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الاقام او تحوٹ نہیں داخل ہوا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرا آپ اور  
 یا ہلے اور صحیح یہ ہے کہ احرام اہل فضل کا قیام کے ساتھ جائز ہے فقط اور خلاصہ کلام  
 علامہ بغوی یہ ہے کہ قیام مؤسس کا ریس کہ واسطے اور قیام شاگرد کا ادب سا کیوں  
 مستحب ہے نہ مکروہ اسی حدیث کی رو سے فقط مشکوٰۃ میں حدیث قومیہ الیٰ الہ  
 والاباب الاسرا میں مرقوم ہے پھر کتاب الادب کے باب القیام میں مذکور یہ ہیں  
 اس سے صاف عیان ہے کہ آنحضرت نے انصار کو واسطے بظہیم سعد بن حاذفہ  
 ارشاد فرمایا ہے چنانچہ لفظ سید کم کا اسی بات پر دلالت کرتا ہے مطالب  
 المؤمنین میں ہے کہ مکروہ نہیں قیام جالس کا آنیوالے کیوں واسطے براہ بظہیم کے  
 اور قیام بذاتہ مکروہ نہیں ہے مکروہ محبت قیام کی ہے یعنی کوئی شخص خواہش  
 کرے کہ میرے واسطے لوگ کھڑے ہوں اور آنحضرت نے جو قیام صحابہ کو مکروہ  
 جانا ہے وہ براہ اتحاد کے تھا کہ اتحاد سے تکلف اوٹھ جاتا ہے نہ براہ نبی کے خط  
 امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ قیام وقت آنے آنیوالے کے فادات  
 عرب سے نہ تھا بلکہ صحابہ آنحضرت کے واسطے بعض احوال میں نہیں کھڑے  
 ہوتے تھے جیسا انس سے مروی ہے لیکن ہر گاہ اس باب میں بھی عام بات  
 نہیں ہوئی پس کچھ اندیشہ نہیں قیام کے ساتھ اون شہروں میں جہاں عادت  
 جاری ہے کہ اکرام داخل کا بہ قیام کرتے ہیں اور مقصود اس قیام سے  
 احرام والاکرم او دبل کا خوش کرنا ہے فقط سنن ابوداؤد میں غلطی رضی اللہ عنہا

کی شان میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ کثرت اذا دخلت علیہ قام الیہا  
 فاخذ بیدہا فقیلہا و اجلسہا فی مجلسہ و کان اذا دخل علیہا  
 قامت الیہ فاخذت بیدہا فقیلہا و اجلسہا فی مجلسہا فالمرءہ جب  
 آتی تھیں آنحضرت کے پاس آنحضرت اٹھتے تھے او کی طرف پس پکڑتے تھے  
 فالمرءہ کا ہاتھ پس بوسہ دیتے او کو اور بٹھالیتے تھے آنحضرت فالمرءہ کو اپنی جگہ میں  
 اور جب آنحضرت فالمرءہ کے پاس آتے تھے اٹھتی تھیں فالمرءہ کی طرف  
 پس پکڑتی تھیں آپ کا ہاتھ پس بوسہ دیتیں آپ کو اور بٹھالیتیں آنحضرت کو اپنی جگہ  
 میں اس حدیث سے آنحضرت کا کھڑا ہونا حضرت فالمرءہ کی واسطے اور حضرت فالمرءہ کا  
 کھڑا ہونا حضرت کے لیے ثابت ہوا مشکوٰۃ میں ابو ہریرہ شہ مروی ہے قال کان  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معانی المسجد یحدثنا  
 فاذا قام قہنبا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ  
 کہا ابو ہریرہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہمارے ساتھ مسجد میں  
 باتیں کرتے تھے ہمیں پس جب اٹھتے آنحضرت اٹھتے ہم لوگ اٹھنے کر کے یہاں تک  
 کہ دیکھتے ہم آنحضرت کو کہ داخل ہوئے بعض گھر و نہیں اپنی بیوی کے اس حدیث سے  
 قیام صحابہ کا آنحضرت کے واسطے اور آپ کا منع نکرنا ثابت ہوا اگر قیام تعظیمی کا  
 ثبوت قولاً و فعلاً ہو چکا اب وہ حدیثیں مذکور ہوتی ہیں جنکے معنی میں نکر قیام  
 کو مخاطب واقع ہوا ہے نیز اپنی کم فہمی سے مطلق قیام تعظیمی کا انکار کرنے لگے

مشکوٰۃ شریف میں انس سے مروی ہے قال لم یکن شخص احب الیہم من  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکانوا اذا وہ لم یقوموا الما یعلمون  
من کراہتہ لذلک رواہ الترمذی کہا انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب  
زیادہ طرف صحابہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پس تھے صحابہ چپ دیکھنے آنحضرت ہم کو  
نہ اٹھتے تھے اسونے کہ جانتے تھے کہ وہ جاننا آنحضرت کا اس اوستے کو رویت  
کی اوسکو ترمذی نے طیبی شارح مشکوٰۃ نے لکھا ہے کہ کراہت بسبب محبت اور  
اتحاد کے تھی اور اتحاد کے باعث تکلف اٹھ جاتا ہے چنانچہ نہ یکن شخص احب  
الیہم من رسول اللہ اسی بات پر دلالت کرتا ہے فقط اور شرح ابو حاتم کا قول  
بھی اسی تائید پر طیبی نے نقل کیا ہے سنن ابو داؤد میں ہے عن ابی مجہل  
قال خرج معاویۃ علی ابن الزبیر وابن عامر فقام ابن عامر و  
جلس ابن الزبیر فقال معاویۃ لابن عامر اجلس فابی سمعت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب ان یمثل لہ الذی جانی  
قیاما فلیتبعہ مقعدا من النار ابی مجاہز سے مروی ہے کہ بچکے معاویہ  
ابن زبیر اور ابن عامر پر پس اٹھے ابن عامر اور بیٹھے رہے ابن زبیر پس کہا  
معاویہ نے ابن عامر کو بٹھو پس میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ  
کہتے تھے جو شخص دوست رکھے یہ کہ کھڑے ہوں اوسکے واسطے آدمی کھڑے ہونے کو  
پس چاہیے کہ جو نہ ہے اپنی نشستگاہ لگ سے قیام اور وہی سنن ابی داؤد میں ہے

اسکے معنی یوں ہیں کہ جو شخص چاہے کہ کھڑا ہوا گئے یا پیچھے اُسکے کوئی واسطے  
تعمیم کے یا کہ کھڑے ہون آگے یا دانستہ بائیں اُسکے جیسا انیسویں کی مجلسوں میں ہوتا ہے  
اور یہ انہماک عجیب و کما ہے براہ اپنے تک اور ذلیل کرنے آدموں کے اور اس طرح کا قیام  
تعمیم شریعت میں منع ہے اسی وجہ سے امیر معاویہ نے قیام ابن عامر کو مکروہ  
جائزہ کیا اور قیام ممنوع کے ساتھ مشابہ نہ فقط اس حدیث سے بھی ممنوع ہونا  
مطلق قیام تعمیم کا ثابت نہیں ہوتا مشکوٰۃ میں ابوامامہ سے مروی ہے قال  
خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم متوكئا على عصى فقمنا  
اليه فقال لا تقوموا كما يقوم الا عظماء بعضهم بعضا كما ابوامامہ  
نے کہ نیکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر ٹیک دیے لائے تھے پر پیچھے ہٹنے  
طرف آنحضرت کے پس فرمایا آپ نے مت اوشو جیسا اوشٹے ہیں عجمی تعمیم تیا  
نے بعض اوشو جیسا کو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے طبری نے کہا کہ اس  
حدیث میں بھی اوشو قیام کی ہے کہ لوگ کسی کے واسطے کھڑے ہوں اوسکا  
موتی ہونے سے ساتھ اس قیام کے نہ قیام تعمیم کی نہیں کہ لوگ کسی کے اکرام  
کو کھڑے ہوں ابن قتیبہ نے معنی اس حدیث کے یوں کہ میں کہ کھڑے ہوں  
کسی کے واسطے جیسا کھڑے ہوتے ہیں بادشاہوں عجم کے آگے اور اس سے  
یہ مراد نہیں کہ کوئی اپنے بھائی کے واسطے کھڑا نہوجب سلام کرے بعد ازاں اوسکا  
اوپر نام نووی نے کہا کہ اصح اور اولیٰ بلکہ وہ کہ نہیں حاجت اوسکی غیر ضروری ہے



کہ معنی اس حدیث کے باز رکھنا تکلف کا محبت قیام سے ہے یعنی اس بات کی خواہش  
 نہ کرے کہ لوگ اوسکے واسطے کھڑے ہوا کریں اور ممنوع محبت قیام کی ہرگز نہیں  
 محبت قیام کی نہیں ہے تو کچھ اندیشہ نہیں اگر محبت قیام کی ہے تو ترکیب حرام کا  
 ہو چکا کوئی کھڑا ہو یا نہ کھڑا ہو یا آج میں ہے قولہ تعالیٰ لَتَمُنَّوْا بِاَللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ  
 وَتَعَزَّوْا وَتَقَرُّوْا اِیَّیْ تَبَجَّلُوْا وَتَبَالِغُوْا فِی تَعْظِیْمِہِیْ تَعْظِیْمُہُ کَرُوْا وَرُکُوعُہُ شِیْئٌ  
 کَرُوْ رَسُوْلُہِ کِی تَعْظِیْمُہِیْنِ عَلَاسَہُ بِنِ جَرْنِہِ جُوہِہِ مُتَعَزِّمُہِیْنِ لکھا ہے کہ تعظیم نبی صلعم کی  
 تمام قسموں تعظیم کے ساتھ جہیں شرکت خدا کے ساتھ الوہیت میں نہوا متعجب ہے  
 نزدیک اور لوگوں کے جنگی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہے شیخ عبدالحق  
 محدث نے مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ علامات محبت آنحضرت سے توقیر و تعظیم  
 آپکی ہے وقت ذکر شریف کے اور خشوع و خضوع کرنا ہے وقت سنے نام مبارک کے  
 اور اوسے کتاب میں ہے حکایت ایک روز شبلی قدس سرہ ابو بکر مجاہد کے پاس  
 جو عالم وقت اور امام اپنے زمانہ کے تھے آئے ابو بکر واسطے اکرام شبلی کے اوٹے  
 اور بغلیں ہوئے اور آنکھوں پر بوسہ دیا تب لوگوں نے کہا کہ اسے سیدہ کام شبلی  
 ساتھ کرتا ہے حال آنکہ تو اور جو آدمی کہ بغداد میں ہیں اسکو محبتوں کہتے ہیں ابو بکر  
 کہا کہ نہیں کیا میں نے مگر وہ بات کہ پیغمبر صلعم سے دیکھا ہے میں خواب میں دیکھتا ہوں  
 کہ شبلی پیغمبر کے پاس آیا اور پیغمبر صلعم اسکو دیکھا اور تجھ اور گو دین لیا اور آنکھوں  
 پر بوسہ دیا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کام شبلی کے ساتھ آپ کرتے ہیں یا نہیں فرمایا کہ ان

وہ بوزخار کے پیر مقام لقا جاء کھر رسول من انشکھ عزیز علیہ ما عنہ  
 جزیض علیکم بال مؤمنین رؤف رحیم اور بعد اسکے مجھپر درو و بیعت  
 ہوا علی قاری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ لقا جاء کھر رسول الایہ میں  
 اشارہ ہے طرف تعظیم وقت آنے رسول کے خلاصہ کلام قیام تعظیمی اہل  
 کھن کے واسطے ممنوع نہیں بلکہ مستحب و جائز بلکہ اہت ہے اور محبت  
 رکھنا قیام ہے اور وہ قیام جسمیں اپنا تکیر اور دوسرو کی ذلت پائی جائے  
 جیسا امراء عجم کا دستور تھا ممنوع ہے اور نہ اوٹھنا صاحبہ کا آنحضرت کے واسطے  
 بنظر استسا و رفع تکلف کے تھا اور جو تعظیم کہ خدا کے ساتھ شرکت پیدا کرے  
 مثل سجدہ و طواف اسکے سوا ہر طرح کی تعظیم جہان تک ہو سکے آنحضرت کی واسطے  
 جائز ہے اور علامات محبت آنحضرت سے آپ کی تعظیم ہے وقت سنے ذکر آپ کے  
 اور بجز آپ کی تعظیم مگر نہ خاطر رکھتا ہے آپ بھی اوسکی تعظیم ملحوظ رکھتے ہیں  
 اور قیام تعظیمی زندگی اور موت میں آپ نے جائز رکھا ہے اور علمائے اوسکی  
 اقتدا کی ہے اور خواب کی باتیں جو مخالف قرار دے دین کے تھوں اوپر عمل کرنا  
 جائز ہے پس قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت شریف کے اسی قیاس پر مستحسن و مستحب ہے  
 کیونکہ یہ مسلمانان اہل فضل و کمال کے واسطے قیام تعظیمی شہر جائز ہوا تو اس  
 قیام تعظیمی وقت ذکر تولد نے کیا قصور کیا ہے کہ ناجائز و مکروہ ہو سوا اسکے علماء  
 عظام کا اس قیام کے استعہان پر اجمال ہے چنانچہ امام بزرگ نجی اور علامہ ابن حجر

اور علامہ ہدایتی اور امام ابو زریہ اور مقتبان کہ منظمہ یعنی عبد اللہ ابن محمد یحییٰ حنفی  
 اور حسین ابن ابراہیم مالکی اور محمد بن ابی بکر شافعی اور محمد ابن یحییٰ خلیلی اور مولانا  
 عبد اللہ سراج حنفی مفسر و محدث مسجد الحرام اور مولانا عثمان حسن بیہقی شافعی اور  
 مولانا محمد سلامت اللہ بدایونی نے اپنی کتابوں اور فتاویٰ میں اس قیام کو علماء نظام  
 اور ائمہ اعلام سے مستحب اور مستحسن منقول کیا ہے جس امر کو ایسے مسلمان اور علماء مستحسن  
 جانیں بیشک مستحسن ہے عن ابن مسعود ما رآہ المسلمون عسنا فهو عند اللہ  
 حسن اخراجہ محمد فی الموطا ابن مسعود سے مروی ہے کہ جس چیز کو مسلمانوں نے اجماع  
 جانا پس وہ چیز اللہ کے نزدیک اچھی ہے نکالا او سکومحمد نے موطا میں اور یہ اثر مخصوص  
 زمانہ صحابہ کے ساتھ نہیں ہے چنانچہ عموم لفظ مسلمہ سے ظاہر ہے اور بالائیں اس قیام کے استحباب  
 اجماع امت محمدیہ کا اہل سنت و جماعت سے ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ان اللہ لا یجمع امتی حل حلالہ تحقیق اللہ تعالیٰ اجمع نکڑیگا میری امت کو  
 مگر ابی پر یہ حدیث ترمذی اور صحیح مسلم میں ہے پس یہ اجماع یا مخصوص اجماع  
 اہل مدینہ طیبہ کا اس قیام پر بحث قطعی ہے واسطے اقتداء ہم ایسے مسلمانوں کے حافظ  
 محمد طاہر مقدسی نے زبدا میں ثابت سے روایت کیا ہے قال اذا رایت اہل المدینہ  
 اجمعوا علی شیء فاعلموا انہ سنۃ کما جب دیکھے تو دینے والوں کو کہ اجماع کیا کسی  
 چیز پر پس جان تو کہ وہی سنت ہے اور اکثر علماء و فقہا نے قول و فعل اہل حرمین کو  
 بموجب شرع میں حجت پکڑا ہے چنانچہ در مختار وغیرہ کتب فقہ میں موجود ہے ہر چند



طہ نقیصہ  
 اوپر اکرام اور تعظیم ساکنان مدینہ منورہ کے وصیت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 المدینۃ مہاجرۃ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مدینہ مقام میری ہجرت کا ہو وہی صبا  
 مضععی اور اوسمین میرے سونے کی جگہ یعنی قریہ شریف وہی ماضععی اور اوسمین  
 میرے سونے کی جگہ کہ اسی جگہ سے شہر نیرا ملا کہ ہجرت کے چوراسن قبلہ شریف کو  
 گھیرے رہتے ہیں آپ اوشمین کے تحقیق علی امتی حفظہ جیو ان فی اللہ ختم ہے  
 میری امت پر نگہبانی حرمت میرے پڑوسیوں کی کہ ان کے حقوق کی رعایت کریں  
 اور جو کچھ کہ ان سے وقوع میں آوے مواخذہ کریں اور جہاں تک ہو سکے سعادت  
 کریں ما ابصتہ والکجا ارجب تک کہ مدینے والے گناہ کبیرہ سے بچیں اور جب  
 گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں تو جیسا حق شریعت کا حق التذوق البادین ہو قائم  
 کریں من حفظہم کنت لہ شہیداً اوشفیعتا یوم القیامۃ جو شخص نگہبانی  
 انکی حرمت کی کریگا ہونگا میں اوسکے لیے گواہ اور شفیع قیامت کے دن و من  
 لم یحفظہم سقی من طینۃ الخبال اور جو نگہبانی انکی حرمت کی نہ کرے گا  
 بلایا جائیگا طینۃ خبال سے اور طینۃ خبال ایک حوض ہے دو بنج میں کہ پیپ  
 اور لہو و زخینوں کا اوسمین جمع ہوتا ہے نفوذ بات نہایہ خلاصہ جذبات القلوب کا  
 بخیال کرنا چاہیے جو شہر کہ ابتدا سے انتہا تک مرجع دین و ایمان کا ہو اور  
 وہاں کارہنا اور اوسمین مرنا اور وہاں کے رہنے والوں کی عزت حرمت کا بچانا اور ان کے  
 کاموں کے درگزر کرنا باعث شفاعت اور اجماع اور نیک سنت اور قول و فعل ان کا

محبت ہے اس حال میں وہ اپنے باشندوں کو برہمنی اور شیع رسوم ہنود کہنا اور ان کے  
اقوال و افعال کو محبت نہ سمجھنا کمال بے ادبی بلکہ ایمان سے دشمنی پیدا کرنا ہے  
ایسے آدمیوں نے بعید نہیں کہ رفتہ رفتہ بمقابلہ احادیث اور اقوال علماء کے ہولی  
وہ چٹاک کو تہہ تیہ چیم وین اور اجودھیہ کے پیر اگیوں اور متھرا کے چوبوں کے افعال کو  
ایک ہی نام لے کر پچھلے پر محبت لادیں اس ملک ہندوستان میں کہ دارالحرب ہے جو  
پاپ ہے زبان و رازی کر کے کاش یہ بات مالاتق کسی بے ادب کے منہ سے حریم  
شریفین میں جہان حدود شریعہ جاری ہیں نکلتی تو مثل مفتی مراد بنگالی وغیرہ کے  
اپنی منبر سے اعمال کو چوکھر بصدق حدیث نبوی المدینۃ تنفی خبث التجال  
کہا یعنی الکیر خبث الحدید اوس سوز زمین نور آگین سے مثل و وہ  
کی کھنٹی کے کالاجاتا العیاذ باللہ اور سنا قیام میں ایک مخاطبہ اور ہے چہر شکرین  
قیام بڑا فخر کرتے ہیں حال آنکہ منکرین اوس عبارت کی باریکی اور لطافت و اصل  
مطلب کو نہیں سمجھتے یعنی بعض علماء کے کلام میں ہذا القیام بدعتہ لا اصل لہا واقع  
ہوا ہے چنانچہ علامہ برہان الدین عابدی نے کتاب انسان العیون فی سیرۃ الایمن و  
الامون میں لکھا ہے ومن الفوائد انه جرت عادة كثير من الناس اذا  
سمعوا بدكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تعظيماً له  
صالحم وهذا القیام بدعتہ لا اصل لہا یعنی فائدہ یہ کہ جاری ہولی  
عادت بہت آدمیوں کی جب سنتے ہیں ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو انہیں ٹھٹھتے ہیں



واسطے توفیم آپ کے اور یہ اوٹھنا بدعت ہے کہ نہیں ہے اصل اس کی اس قول سے قیام کا  
 بدعت بے اصل ہونا ظاہر ہے مگر یہ غلطہ اسی کتاب کی عبارت سے صراحتہ دفع ہوتا ہے  
 کیونکہ اسی عبارت کے ذیل میں لکھا ہے لاکن ہی بدعت حسنہ لایہ لیس  
 کل بدعت مذمومہ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلیہ  
 من عالم الامۃ ومقتدی الائمة دینا وورع الامام تقی الدین  
 السبکی وناہیہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصر لیکن یہ بدعت  
 حسنہ ہے کس واسطے کہ ہر ایک بدعت بُری نہیں ہوتی اور تحقیق پایا گیا قیام وقت  
 ذکر نام آنحضرت کے دانائے امت و مقتدائے امامون امام تقی الدین سبکی سے اور  
 پیروی کیا اس کی اس بات پر اُس کے زمانہ کے مشائخ اسلام نے اس تقریر سے  
 صاف صاف ظاہر ہے کہ یہ قیام اگرچہ موافق رہے صاحب انسان العیون کے بدعت  
 ہے مگر بدعت حسنہ ہے اور بدعت حسنہ کا کرنا منبوع نہیں تا وقتیکہ کوئی ہی صریح  
 اُس کے واسطے وارد نہ ہو پس بدعت حسنہ ہونا قیام کا عبارت انسان العیون  
 سے تو صراحتہ ظاہر ہوا مگر عبارت علامہ محمد بن یوسف شامی سے جو کتاب  
 سبیل الہدٰی والرشاد فی سیرۃ خیر العبادین جسکو سیرت شامی کہتے ہیں لکھا ہے  
 بدعت حسنہ ہونا قیام کا اشارۃً ثابت ہوتا ہے عبارت اس کی یہ ہے جرت  
 عادة کل من المحبان اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله  
 عليه وسلم ان يقوموا تعظيماً له ضلعم وهذا القیام بدعت

لا اصل نہا جاری ہوئی عادت بہت مجبوری جو وقت مستحقین ذکر پیدائش آپکا  
 تو کثرت کے ہوتے ہیں واسطے تنظیم آپکے اور یہ قیام بدعت سے نہیں ہے اصل اوسکی  
 پس اصرح عبارت سے اشارہ ثابت ہوا کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے چنانچہ لفظ مجہول  
 وقال ذوالحجۃ الصادقہ حسان زمانہ سے جو اسکے بعد مذکور ہے یہی بات  
 پائی گئی ہے کہ سوسلے کے ماقبل و مابعد کی عبارت سے بہتری و پسندیدگی اس  
 قیام کے سوا دوسری بات مفہوم نہیں ہو سکتی **حوالہ** ہر گاہ بدعت سے بدعت  
 سبب ہر دے تو بجائے لا اصل ہوا کہ بدعت حسنہ کہنا چاہیے تھا اس عبارت  
 کی کیا وجہ ہے **حوا** لا اصل ہوا اس واسطے کہ اسے کہ نہوت بدعت حسنہ کا  
 ہونے اصل پر موقوف نہیں ہے بلکہ بہت باتیں نئی دین کی کہ اسکی اصل تینوں مانوین  
 موجود نہیں اور مستحب و مستحسنین محسوب ہیں مثلاً نیت نماز کاربان سے او اکرا اور  
 ذکر نماز سے رائے دین اور ذکر غیر غمہ یقین اور اصحاب کا ذکر حضرت حسنین و  
 سیدۃ النساء کا خطبہ جمعہ میں کہ یہ باتیں آنحضرت اور صحابہ اور تابعین کے وقت میں  
 تھیں اور اب جاری ہیں ہوا اسکے بہت مستحسنات متاخرین ہیں جنکی اصل قرون ثلاثہ  
 میں نہ تھی مگر باصطلاح متاخرین مقبول ہوا کی آج تک جاری ہیں قطع نظر  
 اس کے امور مباحہ و مستحسنہ شرعیہ پر علمائے اطلاق کلمہ لا اصل کہہ کا کیا ہوا اس  
 اطلاق سے امر مباح و مستحسن شرع سے خارج نہیں ہوتا اطلاق قاری سے قصیدہ  
 رد کی شرح میں لکھا ہے واما الحدیث القدسی لولا انک لما خلقت لولا انک

فلیس له اصل ولا کن برحقہ صحیحہ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث نے منسوی شرح  
موطا میں لکھا ہے واما اعتدادہ الناس من المصافحۃ بعد صلواتی الصلۃ العصر  
فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه و لکن لا یابس به فان اصل المصافحۃ  
ستۃ بالجرم کلمہ لا اصل له کا واسطہ نفی شد و عیت کے نہیں بلکہ نصیب پر واجب  
و استحباب کا ہے اگر کوئی کہے کہ قاضی نصیر الدین گجراتی کتاب طریقت الہیہ  
میں لکھتے ہیں بقدا حدثت المشائخ اموراً کثیراً لا یجد لها اتفاقاً لارسماً  
فی الکتاب والستۃ شہا القیام عند ذکر الولادۃ صائم ہے پیدا  
کئے ہیں مشائخوں نے بہت کام نہیں پاتے ہم اس کے لیے اثر و رد نہ کوئی تحریر  
قرآن اور حدیث میں منجملہ ان کا مونہ کے کھڑا ہونا ہے وقت ذکر ولادت آنحضرت  
کے جو ابنا و سکا یون دیا جاتا ہے کہ حدیثوں سے قیام تعظیمی فی نفسہ ثابت  
ہو چکا تو انہیں اصول پر اسکی تفریع ہو سکتی ہے اب اگر کوئی کا و گجراتی کہیں  
بات کے جانتے سے انکار کرے تو نہیں اسکی لازم نہیں آتی کہ نہ ہیند برور  
شیر چشم چشمہ آفتاب راجہ گناہ بد اور منجملہ منکمرین مولد و قیام مضیف شفعہ القضاء  
ہے اسنے لکھا ہے سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف قال لا یفتقد  
لأنه عذف وکل محدث ضلالة وکل ضلالة فی النار و  
یفعلون علی رأس کل حول فی شہر ربیع الاول لیس بشیء  
یقومون عند ذکر مولدہ صائم ویزعمون ان روحہ صائم

بھی و حاضر فرمایا کہ باطل بل ہذا الاعتقاد شرک و قد منع الائمة الاربعہ  
 عن مثل هذا اس عبارت سے دو امر مفہوم ہوتے ہیں پہلے یہ کہ مجلس مولد  
 شریف کی محدث ہے اور جو محدث ایسا ہو گمراہی ہے اور جو گمراہی ہے وہ آگ  
 میں ہے دوسرے یہ کہ قیام وقت ذکر ولادت اور گمان منصور روح مبارک کا  
 باطل و اشتوک ہے پوشیدہ نرم ہے کہ ثبوت مجلس شریف اور قیام تنظیمی کا اچھی  
 طرح بروایات صحیحہ اور اقوال علماء سے ہو چکا تو یہ کلام صاحب تحفۃ القضاۃ کی  
 ضروریات سے نہ تھی مگر اسمیں بھی چند فائدے مغرب بہین جسکے دریافت کرنے سے  
 منکر و شک کان کھل جائیں گے اب باننا چاہیے کہ امام نووی و مصنف مصباح  
 الزیاج اور جزیری و امام شافعی و قرطبی و عبد الوہاب خفجی و ابو محمد عبد العزیز و ابن  
 حجر عسقلانی و امام ابو شامہ و ابن تیمیہ حنبلی و مصنف ہدایت المرید و طیبی و ملا علی قاری  
 و شیخ عبد الحق دہلوی و مولانا محمد سلامت الدین کی تصریحات سے ثابت ہوا ہے کہ جو امر  
 دینی بعد زمانہ پیغمبر صلعم کے ہو وہ بدعت ہے منجملہ اسکے جو امر کہ موافق کتاب و سنت  
 و اجماع و اثر کے ہوا و سکو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو امر کہ مخالف اسکے ہوا و سکو  
 بدعت سیئہ کہتے ہیں چنانچہ بیان اوسکا آئیگا اور حدیث نبوی کل بدعۃ ضلالۃ عام  
 مضمون البعض ہے مراد اوس سے بدعت سیئہ ہے جو مخالف کتاب و سنت و اجماع  
 و اثر کے ہو یہ جمل شریف کہ منقول علماء و صلحا ہے اسمیں کوئی امر مخالف شریعت  
 نہیں ہوتا پس یہ محض کل بدعۃ ضلالۃ میں جیسا کہ منشا صاحب تحفۃ القضاۃ کا ہے

داخل نہیں ہو سکتی اور گمان حضور روح پر فتوح کو باطل لکھا ہے نہیں بخلاف کہ وہ جسکی  
 کیا قرار دیا ہے اور قیام اور گمان حضور روح مبارک کے شرک کی کس قسم حسین  
 کس وجہ سے داخل کرتا ہے کتاب مذکور پھر ان موجود نہیں کہ وہ حق سے وہو و شکلی  
 دریافت ہوں پس دعویٰ بے دلیل قابل سماعت نہیں ہو تا اب جاننا چاہیے کہ وقت  
 ذکر ولادت کے روح پاک کا حاضر ہونا مسلک علماء غیبیہ سے غلط ہے غلط ہے غلط ہے  
 بالکی نے اسکا تعرض نہیں کیا مگر مسلک غیبی بھی جبر از قیاس نہیں مولانا جلال الدین  
 سیوطی نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف وہی کرتے ہیں اپنے بدن  
 اور روح کے ساتھ جہان چاہتے ہیں اطراف زمین اور ملکوت میں اور وہی پوشیدہ  
 ہیں نظروں سے جیسا پوشیدہ ہیں فرشتے اور شیخ عبدالحق محدث نے دراج النبوة  
 میں لکھا ہے کہ بالجملة دیکھنا آنحضرت کا بعد موت کے مثال کے ساتھ ہے جیسا کہ خواب  
 میں دیکھی جاتی ہے ویسا ہی بیداری میں بھی دیکھی جاتی ہے اور وہ شخص شخصیت  
 کہ مدینہ میں قبر میں آسودہ زندہ ہے وہی مثل ہوتا ہے ایک آن میں صورتوں متعدد کے  
 ساتھ خواہم کو خواب میں دکھائی دیتا ہے خواہ کو بیداری میں فقط اور حاضر ہو نا  
 ایک شخص کا ایک زمانہ میں کئی جگہ پر زندگی اور موت میں خرق عاراج سے ہے  
 کہ ایسا بعض اولیاء کا طریق سے واقع ہوا ہے چہ جائے کہ آنحضرت سے وقوع ہو  
 اس خرق عادت میں شبہ پایا جاوے اور یہ بات وہ شخص جانتے ہیں کہ جو کرامات  
 اولیاء کی زندگی اور موت میں قائل ہیں ہر گاہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو یہ طاقت ہی دی ہے

نکہ اوہ نے خرق عادت زندگی اور موت میں واقع ہوتا ہے تو نبی صلعم سے بعد  
 موت کے کہ فی الحقیقتہ زندہ ہیں یہ خرق عادت ہو کیا عجب ہے **خاتمہ**  
 منکرین جو معنی بدعت میں مبالغہ ہے اسی سے چند احادیث کو معنی غیر مراد پر حمل  
 کر کے واسطے ثبوت اپنے بیان کے دلیل لاتے ہیں اور ہر ارک و دلائل منکرین کا ذکر  
 کہ یہ بدعت ضلالت ہے اب جاننا چاہیے کہ قاضی عیاض مالکی نے کتاب  
 شفا میں لکھا ہے کہ جو کام کیا بغیر نبی صلعم کے پیدا ہوا ہو بدعت ہے پس اگر وہ  
 کام موافق ہو کسی اصل کے ساتھ سنت سے تو وہ محمود ہے اور جو اصول سنت  
 سے خلاف ہو تو وہ ضلالت ہے اور اسی قبیل سے قول آپ کا کل بدعت ضلالت ہے  
 امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کل بدعت ضلالت عام مخصوص ہے اور  
 مراد اوس سے اکثر بدعت ہے اور کل کی لفظ سے اس حدیث کا عام مخصوص  
 ہونا ممنوع نہیں ہوتا چنانچہ ائمہ تعالیٰ کے قول میں بھی اس طرح کا عام مخصوص یا ہر  
 تدنیکل شئی منتخب نسائی میں جسکو صحیح مجتبیٰ کہتے ہیں لکھا ہے کہ کل بدعت  
 ضلالت عام مخصوص ہے اور مراد اکثر بدعت ہے یہی شرح مشکوٰۃ میں ہے  
 کل بدعت عام مخصوص ہے ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ازہار نقل کیا ہے  
 کہ کل بدعت محض ہے ای کل بدعت ضلالت لیسے ہر بدعت بدگراہی ہے شیخ  
 عبدالحق محدث نے لمعات شرح مشکوٰۃ اور ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا کہ کل بدعت ضلالت عام  
 مخصوص البعض ہے عام مخصوص البعض اوسکو کہتے ہیں کہ لفظ عام بولا جائے اور مراد



خاص ہو جیسا اس مقام میں ہے کہ کل بدعت ضلالت ہے ہر ایک بدعت کا گمراہی ہونا  
 بظاہر مفہوم ہوتا ہے اور مراد اوس سے بعض بدعت نے یعنی بدعت جیدہ مگر  
 ہر ایک بدعت گمراہی نہیں ہو سکتی کسوا کھٹے کہ حدیث ترمذی میں آیا ہے عن  
 ابی عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن سنتی خیر فاتبع  
 علیہا فلہ اجرہ ومثل اجر من اتبعہ غیر منقوص من سنتی الخ  
 شیئاً ومن سن سنتہ شیئاً فاتبع علیہا کان علیہ وزرۃ ومثل  
 او زار من اتبعہ غیر منقوص من او زارہم شیئاً ابو عبد اللہ سے  
 مروی ہے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے نکالا طریقہ اچھا پس پیروی کی گئی  
 او سپر پس واسطے او سنگو اجرا او سکا ہے اور مثل اجرا او ن لوگوں کے جن لوگوں نے  
 پیروی او سکی کیا اور ان حالیکہ نہیں کم کی گئی او ن کے اجر سے کوئی چیز او رجسٹہ نکالا  
 طریقہ بد پس پیروی کی گئی او سپر ہوگا او س شخص پر بوجھا او سکا اور مثل بوجھے او ن  
 لوگوں کے جن لوگوں نے پیروی کیا ہے او سکی دران حالیکہ نہیں کم کی گئی بوجھون  
 او ن کے سے کوئی چیز خلاصہ یہ کہ جو شخص اچھا کام نکالے گا او سکا اپنے عمل کا اجر او بوجھون  
 او سپر عمل کرے گا او سکا اجر ملتا ہے اسی طرح جو کوئی بد کام نکالتا ہے او سکا او سکا  
 عمل کا عذاب اور او س شخص کے عمل کا عذاب جو او سپر عمل کرے ملتا ہے کیونکہ  
 جو کوئی کسی شے کو ایجاد کرتا ہے تو او س شے کی نسبت سے اسکی طریقہ ریتی ہے بسبب  
 اسی نسبت کے ثواب اور عذاب او سکا او سی موجب کی طرف زیادہ ہوتا کیونکہ وہی

موجود اس کام کی اصل ہے کہ ان فی المرقاة اور صحیح مسلم میں ہے عن جابر بن عبد اللہ  
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل  
 بها ثلثون کتب له اجر من عمل بها ولا ینقص من اجورهم شیء ومن  
 سن فی الاسلام سنة سیئة فعمل بها بعد لا ینقص من اجورهم شیء  
 ومن سن فی الاسلام سنة سیئة فعمل بها بعد لا ینقص من اجورهم شیء  
 عن ابی خریرة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعا لی حد  
 کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ینقص ذلك من اجورهم شیئا  
 ومن دعا لی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثم من تبعه  
 لا ینقص ذلك من اثمهم شیئا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے  
 کہ یہ دونوں حدیثیں صریح ہیں اوپر مستحب ہونے ایجا دامور حسنہ کے اور حرام  
 ہونے ایجا دامور سیئہ کے بیکس بیشک جس نے بکا لا طریقہ اچھا ہوگا اس کے لئے مثل اجر ہر ایک  
 شخص کے کہ عمل کرتا ہے اور اس کے چھ طریقہ کے ساتھ قیامت تک اور جس نے بکا لا طریقہ  
 بد ہوگا اور سیر ہو جیسا ہر ایک شخص کا کہ عمل کرے بکا لا طریقہ بد کے ساتھ قیامت تک  
 اور بیشک جس نے بلا یا طرف ہدایت کے ہوگا اس کے لئے مثل اجر اس کے پیرو کے  
 یا بلا یا طرف گمراہی کے ہوگا اور سیر گناہ مثل اس کے پیرو کے اس ہدایت و فضائل  
 کی ابتداء اسی سے ہوگا اور بکا لا طریقہ کے چلنے کسی اور نے کی ہو اور یہ ہدایت و فضائل  
 کسی علم یا کسی عبادت یا کسی ادب کے سکھانے سے ہو یا اور کسی کام کے سکھانے سے ہو

برابر یہاں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ انھما بدعت کا بدعت سیئہ نہیں جیسا  
منکرین جانتے ہیں بلکہ اوسکی دو قسم ہیں بدعت حسنہ و بدعت سیئہ چنانچہ قاضی عیاض نے  
شفا میں اور ابن حجر نے شرح اربعین میں اور مختلف مصباح الرجال جہتہا پہلی تھریج  
کیا ہے اب معلوم ہوا کہ کل بدعت ضلالتہ و حدیث عائشہ من احادیث فی ابننا ہذا  
مالیس منہ فہو رد و حدیث جابر ثمر الا مورعہ تا تھا و حدیث عیاض پہلی تھریج  
حد ثات الا مور سے بدعت سیئہ مراد ہے کل بدعت چنانچہ صاحب ہدایۃ المرید  
نے کہا ہے بعض جاہلون سے وہ لوگ ہیں کہ گردانتے ہیں ہر کام کو جو زمانہ  
صحابہ میں نہ تھا بدعت سیئہ اگرچہ کوئی دلیل اوسکی برائی پر قائم نہ ہوئی ہو اور حجت  
اوسکی ایاکم و محدثات الا مور سے حالانکہ نہیں جانتے وہ لوگ کہ مراد اپنی سے  
ٹھہرا نا دین میں اوس کام کا ہے جو دین میں نہیں اگر ان حدیثوں سے بدعت سیئہ  
مراد نہ ہو جیسا گمان منکرین کا ہے تو احادیث من سن سنہ حسنہ و غیرہ نہیں  
اور ان حدیثوں میں مخالفت پیدا ہوگی اور کلام نبوی کی طرح ایک ذمہ  
سے مخالفت نہیں پس ثابت ہوا کہ بدعت یعنی جو کام دینی بنو زمانہ بنو قول اللہ  
صلعم کے نیا ہوا ہو و دو قسم پر ہے ایک حسنہ و دوسرے سیئہ بدعت حسنہ کی  
یقین قسم میں ایک واجب جیسے میکنا سکھا اصراف و نحو کا کہ اوس سے ایات احادیث  
کے معنی معلوم ہوتے ہیں دوسرے مستبہ مستلزمہ و غیرہ پر بدعت کا بنانا  
تیسرے مباح جیسے اچھا کھانا پینا اور بدعت سیئہ و دو قسم پر ہے ایک حرام جیسے

مذہب جبرئیل و قد رید و سرے کرود جیسے قرآن میں نقش و نگار کا بنانا مقام غور  
 کہ محفل مولد شریف بدعت نسبتہ کے اقسام میں کسی عنوان سے داخل نہیں ہو سکتی  
 باقی اگرچہ یہ مذہب نہ ہو غالب اس محفل کا ظاہر ہے مگر واجب نہیں بلکہ مستحب مباح  
 ہے مشکوٰۃ شریف میں عرابی ابن ساریہ سے مروی ہے قال من بعث من بعدی  
 شیخاً اختلافاً کثیراً فلیکم بستی وسنة الخلفاء الراشدین  
 المہدیین تمسکوا بہا وعصوا علیہا بالنواجذ وایاکم وحدثات  
 الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة رواہ احمد  
 و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ کما رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے جو کوئی جیسے کامیرے بعد سرود کیے گا اختلاف بہت پس لازم پکڑو تم  
 سیری سنت اور سنت خلفائے راشدین مہدیین کو چھل مارو اسکے ساتھ  
 اور پکڑو اسکو و ائمہ ہون سے اور جو شتم نے کاموں سے پس بیشک اسے کام بدعت  
 میں اور جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے محدثات امور اور کل بدعت ضلالہ سے وہی بدعت  
 سنہ مرافقہ ہے اور خلفائے راشدین سے چاروں خلیفہ و ائمہ مجتہدین و علمائے راہنہ  
 مراد ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ مراد خلفائے  
 راشدین سے چاروں خلیفہ اور جو انکی سیرت پر چلے اور موافق سنت کے عمل  
 کرے حکم اللہ لکھا ہے انہی میں سے مسلمانوں اسی حدیث کے موافق چلنے  
 میں سچائی آخرت ہے یعنی جو طریقہ کہ آنحضرت یا چاروں خلیفہوں یا علمائے



۳۴

طریقہ حسنہ

قطعہ تاریخ تصنیف ریختہ کلاں جو اس ہر سالک شہادۂ عروج  
نیر الہیہ شہنشاہی محمد نور صاحب تخلص سرور سلیمانہ لاکھ

از چرخ کبریا شمس رحمان علی حکیم	کو طالب رضای خدا و محمد دست
خدمت مہربان سلیمانہ رنگین بطنہ زو	حقا کہ حجتی ہے اثبات مولد دست
سرور و دوستی مصرع تاریخ ہاتھی	گفتش بگور سالہ اثبات مولد دست

۱۲۸۰ھ - ۱۲۸۱ھ

گیا خوب یہ تصنیف ہوا نسخہ دلکش	رحمان علی نے یہ نئے طرز نکالی
نویسیک یہ نسخہ ہوا دریاے لطافت	سطرون سے نخل ہووے نہ کیوں ہلکا لالی
اثبات کیا مسئلہ مولد نبوے	انکار کرے کوئی تو ہے خام خیالی
اسناد صحیحہ سے کیا اسکو مرتب	صفحہ نہ رہا کوئی احادیث سے خالی
بچہ شریقی سے تاغیب یہ جارس نخل	کرتے ہیں اسے جملہ جنوبی و شمالی
بہنوے دوستو یہ بیشک طریقہ حسنہ	سرور نے کئی اوسکی یہ تاریخ نرالی

خلاصہ المطبوعہ

(از چاہانہ کار پر دازان مطبع)

اللہ تعالیٰ محمد و سیدنا ابی رحمن ہے جو اپنے بندوں پر مہربان ہے ہو سکا دو جہان میں طہور  
اوسیکہ شہنشاہی محمد نور ہے سزاوارفت وہ خاتم النبیین ہے جو محبوب  
رحمہم علیہم وشفیع المذنبین ہے صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ اہلکرام و اصحابہ النظام

اسکے بعد جو طریق کو بشارت ہے تائیدین ذکر خیر حضرت رسول امین کو اشراف  
 ہے کہ آندون یہ رسالہ نافع و عجلہ عجیب ہے بطریقہ حسنہ باثبات  
 محفل مولد شریف و قیام بنابر تعظیم حضرت خیر الانام علیہ السلام و العالیہ وسلم کہ انجیل  
 حق کا سرا سرا ظہار ہے مدلل و معین یہ سند آیات و اخبار سے مستفید جامع علوم  
 معقول و منقول حاوی فروع و اصول مخی مراسم شریعت نبوی مروج منہج معتبر  
 عالم عالم حدیث قرآن جناب الرحمن علیخان صاحب منتظم ریاست راجہ  
 مطبع فیض منیع مشہور نزدیک و دور بخشی نو لکشی واقع شہر لکھنؤ میں بطبع و تالیف جناب  
 علی القاب بخشی **یراک نراین صاحب** دام اقبالہ مالک مطبع موصوفہ ناگہ اکوڑ  
 ۱۲۹۵ مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۵ ہجری بارہ ووم چھپکڑیا ہوا نفع رسائی کی واسطہ بنی  
 اظہار ہوا خدا یا اسکا شہر و قریب و بید رہو ہر فرد بشر اسکا

مطالب سے مستفید ہو عفاً عن غلطی

زائل ہو جائیں ہوسکتے راہ

تذکرہ پائین فقط

۴ ۴ ۴

